آزاد جموں وکشمیر میں محکمہ امور دینیہ اور شعبہ قضاۃ کا عائلی قوانین کی تنفیذ میں کردار: مشکلات اور امکانات

Role of Department of Religious Affairs and Judiciary in Enforcing Family Law in Azad Jammu and Kashmir: Difficulties and Prospects

مقالہ نگار: **ڈاکٹر عبدالرحمٰن خان**

اسسٹنٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز یونیورسٹی آف پونچھ راولاکوٹ آزاد کشمیر
drabdulrehmank@upr.edu.pk

معاون مقالہ نگاران: **ڈاکٹر محمد لطیف**

لیکچرر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف پونچھ راولاکوٹ آزاد کشمیر
lateefnaz@gmail.com

ڈاکٹر گلزار علی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان
gulzar@awkum.edu.pk

Abstract

In this article, the background of the Department of Religious Affairs and the Department of Qaza was stated that immediately after the independence of the region Azad Jammu and Kashmir, due to the efforts of the scholars, the then President of the Independent State of Jammu and Kashmir Sardar Ibrahim Khan established the Ifta/ Qaza department. Approved by these muftis used to sit with the judges in the courts and give them religious guidance. Since then, the department has not received much attention due to political turmoil. Then in 1974, the President of the State of Azad Jammu and Kashmir, Sardar Ibrahim Khan, changed the department of Ifta to the department of Qaza. The same Muftis were appointed as judges along with judges from Civil Courts to Sessions Courts who hear criminal cases. Later in this article, it was mentioned that the department of Religious Affairs was reorganized in 1989 and many matters including marriage registration were assigned to this department and in all the districts of Azad Jammu and Kashmir, Tehsil Mufti and District Mufti was appointed. Further introductions were also made to the Ifta, an important department of the Department of Religious Affairs, and recommendations were made on how it could be made effective in family cases. The list of some fatwas issued by the Ifta department is also given as a sample, which shows that more than 90% of the fatwas were issued on family issues related to marriage, divorce and related matters. More recently, with the approval of the Divorce Registration Act, divorce notices have also been assigned to the Department of Religious Affairs, the background of which has also been presented. The background of the Shariʿat Appellate Bench of the High Court and the Supreme Court was then explained and suggestions were made to enhance their usefulness. A concise discussion and recommendations are provided at the end of the article.

Keywords: Family law, Religious affairs, Judiciary.

محکمہ امور دینیہ و محکمہ قضاء کے قیام کا پس منظر

آزاد کشمیر کے لوگوں نے ڈوگرہ راج سے جہاد کے ذریعے اس خطہ کو آزاد کروایا، جو "آزاد ریاست جموں و کشمیر" کہلاتا ہے۔اس کی سو فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ لہذا24/اکتوبر1947ء کو آزاد ریاست جموں و کشمیر کے قیام کے ساتھ ہی یہاں کے جید علماء نے نفاذِ اسلام کے لیے کاوشیں شروع کر دیں کیونکہ تحریک آزادی کشمیر میں علماء نے کلیدی کردار ادا کیا۔علامہ زاہدالراشدی، حضرت مولانا محمد یوسف خان کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ۱۹۴۷ء میں برصغیر کی تقسیم عمل میں آئی اور کشمیر کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا تو پونچھ کے عوام نے ڈوگرہ حکمرانوں کے تسلط سے نجات حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔اس سلسلہ میں مولانا محمد یوسف خان اور ان کے رفیق کار مولانا عبد العزیز تھوراڑوی نے علماء کرام سے رابطہ قائم کر کے ان کی مشاورت کا اہتمام کیا جس میں مولانا محمد عبد اللہ کفل گڑھیؒ، مولانا مفتی عبد الحمید قاسمیؒ، مولانا مفتی امیر عالم خانؒ، مولانا مظفر حسین ندوی، مولانا عبد الرحمن عباس پوریؒ، مولانا حکیم حیا ت علی میرپوریؒ، مولانا عبد الرحمن مظفر آبادیؒ اور دیگر سرکردہ علماء کرام شریک ہوئے۔یہ مشاورت ۲۲ جولائی کو ہوئی جس میں ڈوگرہ حکومت کے خلاف بغاوت کا فیصلہ کرتے ہوئے سب علماء کرام نے حلف اٹھایا جبکہ اس کے ایک ماہ بعد نیلابٹ میں سردار محمد عبد القیوم خان والی سے مشاورت ہوئی اور اس میں بھی بغاوت کا حلف اٹھایا گیا۔اس حوالے سے تحریک آزادی کشمیر میں پہل کرنے کا اعزاز علماء کرام کو حاصل ہوا۔اس جہاد آزادی میں جن علماء کرام نے خود عملاً حصہ لیا، ان میں مولانا محمد یوسف خان، مولانا مفتی امیر عالم خانؒ، مولانا عبد الحمید قاسمیؒ، مولانا محمد عبد اللہ کفل گڑھیؒ، مولانا عبد الرحمن عباس پوریؒ، مولانا عبد الرحمن مظفر آبادیؒ اور مولانا مظفر حسین ندوی شامل ہیں۔پونچھ کے معرکہ میں مولانا محمد کریم اور باغ کے معرکہ میں مولانا جلال الدین نے جام شہادت نوش کیا جبکہ ارجہ تحصیل دھیر کوٹ کے مولانا خدا بخش مرحوم نے جنگ میں سب سے پہلی گولی چلانے کا اعزاز حاصل کیا۔[1]

آزاد حکومت کے قیام کے ساتھ ہی علماء کرام نے اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے اپنے طور پر بھرپور کوششیں شروع کر دیں اور باہم مشاورت سے مختلف علاقوں میں قاضی مقرر کر دیئے جو لوگوں کے مقدمات سن کر شریعت کے مطابق فیصلہ دینے لگے۔چوں کہ آزاد کشمیر میں حکومتی سطح پر بھی سابقہ عدالتی نظام قائم تھا، تو علماء کی طرف سے متوازی اسلامی عدالتوں کے قیام کی وجہ سے شور شرابا شروع ہو گیا۔جب یہ بات سردار ابراہیم خان کے سامنے گئی تو انہوں نے علماء کے وفد کو ملاقات کے لیے طلب کیا۔حضرت مولانا محمد یوسف خان کی سربراہی میں جید علماء کے وفد نے صدر ریاست آزاد جموں و کشمیر سے ملاقات کر کے ان پر واضح کیا کہ ہماری آزادی کی جدوجہد کا مقصد شریعت کا نفاذ تھا اس لیے ہم شرعی عدالتوں کے قیام کے مطالبے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔حکومت نے ایک ہفتے کا وقت مانگا اور ابتدائی مرحلے میں محکمہ افتاء و قضاء کا محکمہ قائم کر کے تحصیل و ضلع کی سطح پر مفتیانِ کرام کا تقرر کیا گیا۔مفتیان کرام کی تقرری کی

ذمہ داری بھی حضرت مولانا یوسف خان کو دی گئی کہ وہ اہل افراد کی تجویز پیش کریں۔ان کی ذمہ داری تھی کہ وہ ججز کے ساتھ بیٹھ کر ان کی دینی رہنمائی کریں۔جب ان کو عدالتی کام کا تجربہ ہو جائے گا تو انہیں باقاعدہ قاضی کا درجہ دیا جائے گا۔اس کے بعد چودھری غلام عباس مرحوم اور سردار محمد ابراہیم خان کے درمیان سیاسی کشمکش کا آغاز ہو گیا جس نے پورے آزاد کشمیر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔یہ کشمکش کئی سال تک جاری رہی اور اس دوران دیگر معاملات کی طرح افتاء اور قضاء شرعی کے اس معاملہ میں بھی کوئی پیش رفت نہ ہو سکی حتی کہ صدر محمد ایوب خان مرحوم کے دور میں آزاد کشمیر میں جناب کے ایچ خورشید مرحوم کی حکومت قائم ہوئی تو افتاء کے اس محکمہ کو سرے سے ختم کر دینے کی بھی کوشش کی گئی جس کی علماء کرام نے مزاحمت کی، اس لیے افتاء کا محکمہ تو ختم نہ کیا جا سکا مگر حکمت عملی یہ اختیار کی گئی کہ جو مفتی وفات پا جاتا یا ریٹائر ہو جاتا اس کی جگہ نئے مفتی کا تقرر نہ کیا جاتا۔اسی دوران آزاد کشمیر میں عائلی قوانین نافذ کرنے کی بھی کوشش کی گئی جس کی بہت سی شقوں پر علماء کرام کو اعتراض تھا اور یہ قوانین پاکستان میں نافذ ہو چکے تھے لیکن آزاد کشمیر کے علماء کرام کے سخت احتجاج کے باعث وہاں یہ قوانین نافذ نہ کیے جا سکے۔[2]

بعد ازاں جب 1970ء میں آزاد ریاست جموں وکشمیر میں سردار عبدالقیوم خان صدر بنے تو انہوں نے آزاد جموں وکشمیر میں اسلامائزیشن کے لیے ایک لاء کمیشن بنایا اس کمیشن کے ممبران میں شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف، مظفر حسین ندوی، پروفیسر عبداللطیف انصاری، مفتی عبدالحکیم، جسٹس محمد یوسف صراف، مولانا صدر الدین اور سردار محمد اسلم شامل تھے۔[3]

محکمہ قضا کا قیام

لاء کمیشن نے غور وخوض کر کے سفارشات مرتب کیں جس کے نتیجے میں مورخہ 5/ستمبر 1974ء کو آزاد جموں وکشمیر میں پہلی بار باقاعدہ طور پر "اسلامی نظام قضاء" کو نافذ کیا گیا اس مقصد کے لیے آزاد جموں وکشمیر اسلامی (تعزیراتی) قوانین نفاذ ایکٹ 1974ء وضع کیا گیا جس کی دفعہ 22 (الف) کی رو سے ایکٹ متذکرہ بالا کے مقاصد کے لیے خصوصی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔جو تحصیل کی سطح پر:

i. تحصیل قاضی۔(تحصیل فوجداری عدالت) ہمراہ سول جج
ii. ایڈیشنل تحصیل قاضی۔(ایڈیشنل تحصیل فوجداری عدالت) ہمراہ ایڈیشنل سول جج۔اور ضلعی سطح پر
iii. ایڈیشنل ڈسٹرکٹ قاضی۔(ایڈیشنل ضلعی فوجداری عدالت) ہمراہ ایڈیشنل سیشن جج
iv. ڈسٹرکٹ قاضی۔(ضلعی فوجداری عدالت) سیشن جج

v. بعد ازاں سینئر تحصیل قاضی۔(سینئر تحصیل فوجداری عدالت)ہمراہ سینئر سول جج کا اضافہ بھی کیا گیا۔[4]

ان متذکرہ بالا ایکٹ کے تحت قائم دو رکنی خصوصی عدالتوں کو جن جرائم کی حد تک مقدمات کی سماعت کا اختیار دیا گیا وہ "دی آزاد پینل کوڈ ترمیمی ایکٹ 1995ء قصاص ودیت ایکٹ " سے موسوم ہوا۔ جس کی رو سے تعزیرات پاکستان کی دفعات 295تا 338، کی سماعت کا اختیار ان عدالتوں کے پاس آیا۔ اس کے علاوہ حد سرقہ ایکٹ، حد قذف ایکٹ اور حد زنا ایکٹ، حد شرب خمر ایکٹ کی سماعت کا اختیار بھی انہی خصوصی عدالتوں کو دیا گیا۔ نیز ایسے تمام مقدمات جن میں ان متذکرہ بالا دفعات میں سے کوئی دفعہ بھی موجود ہو گی، تعزیرات پاکستان کی دیگر دفعات کے ساتھ،ان مقدمات کی سماعت کا اختیار بھی انہی دو رکنی خصوصی عدالت کو حاصل ہے۔اس طرح ان عدالتوں کے اختیار سماعت میں شامل مقدمات کی تعداد عام فوجداری مقدمات سے زیادہ ہوتی ہے۔ان فوجداری خصوصی عدالتوں کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ یہ دو رکنی عدالتیں ہیں اور ان عدالتوں کا ایک رکن لازمی طور پر علوم شریعہ کا ماہر متعین کیا جاتا ہے جو مروجہ قانون پر دسترس رکھنے کے ساتھ شریعت اسلامی کے ماہرین بھی ہوتے ہیں۔ان قضاۃ کا انتخاب بھی باقاعدہ آزاد جموں وکشمیر پبلک سروس کمیشن کے تحت عمل میں آتا ہے۔ یہاں یہ امر پیش نظر رہے کہ 1949ء میں محکمہ افتاء/قضاء کے قیام سے 1974ء تک یہ محکمہ عدالتوں میں ججز کے ساتھ بیٹھ کر عائلی مقدمات کے حوالے سے رہنمائی فراہم کرتا تھا۔ لیکن 1974ء میں باقاعدہ شعبہ قضاء کے قیام سے ان قضاۃ کو صرف فوجداری عدالتوں میں سیشن کورٹ تک فوجداری مقدمات تک محدود کیا گیا۔ عائلی قوانین سے متعلق مقدمات کی سماعت کے لیے باقاعدہ طور پر فیملی کورٹ کا قیام عمل میں آیا۔جو "آزاد جموں وکشمیر فیملی کورٹ ایکٹ 1993ء" کے نام سے موسوم ہے۔اس ایکٹ کے تحت شادی اور خاندانی امور اور ان سے متعلق تنازعات کے لیے اس عدالت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔[5]

یہ مختلف اضلاع میں یک رکنی عدالت ہوتی ہے جس میں ایک معزز جج عائلی قوانین سے متعلق مقدمات کی سماعت کرتا ہے۔اس عدالت کے ججوں کی اہلیت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ڈسٹرکٹ قاضی یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ قاضی ہو یا رہا ہو یا ہونے کا اہل ہو، قانون یا شریعت کا گریجویٹ ہو۔[6]

فوجداری عدالتوں میں دو رکنی عدالت جس میں ایک جج اور دوسرا علوم اسلامیہ کا ماہر قاضی تعینات کیا جاتا ہے۔ فیلی کورٹس میں بھی اسی طرح دو رکنی عدالت کا قیام عمل میں لانا چاہیے۔اس لیے کہ عائلی قوانین جیسے نکاح، طلاق وغیرہ سے متعلق معلومات و مہارت جس طرح ماہرین شریعت کو ہو سکتی ہے وہ عام لاء گریجویٹ میں نہیں ہو سکتی۔مزید دو رکنی عدالت میں غلطی کے امکان یک رکنی عدالت کے مقابلے میں کم ہوتا ہے۔ فیملی لاء ایکٹ میں یہ امر تو خوش آئند ہے کہ کہ ڈسٹرکٹ قاضی اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ قاضی یا اس کی اہلیت رکھنے والا فیملی کورٹ کے ججز کے لیے اہلیت رکھتا ہے۔ لیکن اس کو مزید آگے لے جا کر اس شرط کا اضافہ کیا جانا چاہیے کہ وہ فیملی کورٹ کے جج کے لیے دیگر اہلیت کے معیار کے ساتھ لازمی طور پر عالم دین ہونا چاہیے تا کہ عدالتی نظام کو دین کی صحیح روح کے مطابق

اسلامائز کیا جاسکے۔ مزید دور کنی عدالت کا فائدہ یہ بھی ہے کہ فراہمی انصاف کا تسلسل قائم رہتا ہے۔ چوں کہ بیک وقت دونوں ممبران غیر حاضر نہیں ہوتے الا یہ کہ کوئی انتہائی غیر معمولی معاملہ ہو۔ جس کی وجہ سے مقدمہ محض تاریخ گردانی کے کے بجائے بلا وجہ التوا کا شکار نہیں ہوتا اس لیے کہ کسی ایک ممبر کی موجودگی میں مقدمے کی سماعت ہو سکتی ہے صرف فائنل فیصلے کے لیے دونوں کا متفق ہونا ضروری ہوتا ہے جیسا کہ فوجداری عدالتوں میں دور کنی عدالت کے قواعد ہیں۔ یعنی ہر دو صورتوں میں چاہے فیصلہ کا تعلق تعلیمات اسلامیہ سے ہو اور انصاف کی فوری فراہمی کا، دور کنی عدالت بھی فیملی کورٹ میں نا گزیر ہے۔

اس وقت آزاد ریاست جموں و کشمیر میں عائلی قوانین سے متعلقہ جو ایکٹ نافذ العمل ہیں ان میں آزاد جموں و کشمیر نکاح رجسٹریشن ایکٹ 1986ء، بچے کی شادی سے متعلق قانون 1929ء، بچوں کی شادی کی روک تھام کا ایکٹ 1929ء، انفنٹ کی شادی کی روک تھام کا ایکٹ 1985ء، جہیز اور عروسی تحائف پر (پابندی) کا ایکٹ 1976ء، آزاد جموں و کشمیر کے گورنمنٹ ملازمین کی دوسرے ملک کی شہری سے شادی کے رولز 1981ء، آزاد جموں و کشمیر فیملی کورٹ ایکٹ نمایاں ہیں۔[7]

آزاد جموں کشمیر کی فیملی کورٹس میں ان متذکرہ بالا قوانین کے علاوہ محمڈن لاء سے بھی عائلی قوانین میں استفادہ کیا جاتا ہے۔ مزید اس امر خوش آئند ہے کہ ایوب خان کے دور میں متنازعہ فیملی لاء آرڈیننس 1961ء آزاد جموں و کشمیر میں نافذ العمل نہیں۔ جس کی وجہ سے عائلی قوانین میں بہت سی پیچیدگیاں اور غیر شرعی قوانین سے یہ آزاد خطہ محفوظ رہا ہے۔ جس کا سہرا آزاد جموں و کشمیر میں علماء کرام کے مرہون منت ہے، جن کی آزاد ریاست جموں و کشمیر کے قیام سے ہی نفاذِ اسلام کی کوششیں جاری رہیں۔ جس کے نتیجے میں یہاں محکمہ عدل و قضاء کا قیام عمل میں آیا، محکمہ امور دینیہ کا قیام عمل میں آیا اور اعلیٰ عدالتوں میں بھی شریعت اپیلیٹ بنچ بنائے گئے۔

محکمہ امور دینیہ

آزاد کشمیر میں 1974ء میں شعبہ قضاء کے قیام کے ساتھ پہلے سے رائج محکمہ افتاء/قضاء کے مفتیانِ کرام کو بطور قاضی تحصیل و ضلع کی سطح پر بطور قاضی شفٹ کر دیا گیا جس کی وجہ سے محکمہ افتاء ختم ہو گیا۔ کچھ عرصہ محکمہ افتاء کی دیگر ذمہ داریاں انہی قاضی صاحبان کے سپرد کی گئیں۔ لیکن ایک مشکل عدالتی نظام میں رہتے ہوئے قاضی صاحبان دیگر ذمہ داریاں ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اس دوران ملک میں سیاسی انتشار بھی رہا تاں آں کہ 1985ء میں مسلم کانفرنس کی حکومت قائم ہوئی اور سردار عبدالقیوم خان آزاد جموں و کشمیر کے صدر منتخب ہوئے۔ انہی کے سابقہ دور حکومت میں محکمہ قضاء و عدل کا قیام عمل میں لایا تھا۔ لہذا علماء کرام کی کاوشوں اور صدر سردار عبدالقیوم خان کی ذاتی دلچسپی سے محکمہ افتاء کو از سر نو منظم کیا اور 1989ء میں باقاعدہ طور پر "محکمہ امور دینیہ" کا قیام عمل میں لا کر تحصیل اور ضلع مفتیوں کا تقرر کیا گیا۔

محکمہ امور دینیہ کے قیام کے بعد ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے محکمانہ ملازمت کے قواعد و ضوابط جاری کیے گئے جس کے تحت تحصیل مفتی B-17 اور ضلع مفتی B-18 کا تقرر کیا گیا۔[8] (نوٹیفکیشن ضمیمہ الف میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔)

اس موقع پر بھی حضرت مولانا یوسف کو ان مفتیوں کے تقرر کے لیے صدر آزاد ریاست جموں وکشمیر نے بطور ماہر مضمون کی ذمہ دی۔ جو امیدواروں سے شرعی علوم، قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کے سوالات اور نمبرات مرتب کرتے تھے۔ 1989ء سے آزاد کشمیر میں محکمہ افتاء تاحال قائم ہے اور اب مفتی صاحبان کی تقرری آزاد جموں وکشمیر پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ عمل میں لائی جاتی ہے۔ محکمہ افتاء محکمہ قضاء سے الگ ہے۔ ان کا دائرہ کار جدا ہے دفاتر الگ ہیں اور امتحان کا طریقہ کار بھی الگ ہے۔ مفتی صاحبان کے باقاعدہ سرکاری دفاتر ہیں، ترقی اور تقرری میرٹ پر ہوتی ہے۔[9]

محکمہ امور دینیہ کو مختلف طرح کی تقریباً 22 ذمہ داریاں دی گئی جن میں اقامت الصلٰوۃ کا نظام، سرکاری ملازمین کے لیے دروس قرآن، مقابلہ حسن قراءت ونعت، عازمین حج کی تربیت، بین المسالک ہم آہنگی، آئمہ خطبا کی تیاری اور فتاویٰ کا اجراء نمایاں ہیں۔[10] (نوٹیفکیشن ضمیمہ ب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔)

عائلی قوانین سے متعلق نکاح رجسٹریشن

محکمہ امور دینیہ کے فرائض منصبی میں ایک اہم ذمہ داری عائلی قوانین کے حوالے سے وہ "نکاح کی رجسٹریشن" بھی ہے جو نوٹیفکیشن متذکرہ بالا کے اٹھاوریں نمبر پر درج ہے۔ یہ بہت اہم اور نازک ذمہ داری ہے۔ اس محکمہ کے ذمہ لازم ہے کہ وہ نکاح رجسٹریشن ایکٹ کے احکام پر عملدرآمد کرائے۔ اس کے تحت یہ محکمہ تحصیل وضلع کی سطح پر نکاح خواہوں کا باقاعدہ ٹیسٹ وانٹرویو لے کر تقرر کرتے ہیں۔ اسی طرح نکاح رجسٹریشن کی فیس کی وصولی کر کے حکومت کے خزانے میں جمع کراتے ہیں۔ مزید نکاح خواہوں کی تربیت کے لیے مختلف ورکشاپ کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے جعلی نکاح وغیرہ کے امور کی روک تھام ممکن ہو پاتی ہے۔

طلاق کی رجسٹریشن ایکٹ

طلاق کے معاملات میں لوگوں کی لاپروائی کی وجہ سے فون ہر طلاق کا رجحان بڑھ رہا ہے، بذریعہ کال، ایس ایم ایس، واٹس ایپ وغیرہ، خاص طور پر بیرون ملک روزگار کے سلسلے میں مقیم افراد اس انداز میں طلاق دے رہے ہوتے ہیں اور پھر مختلف حیلے بہانے اختیار کیے جاتے ہیں۔ جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے کہ میرا فون کسی نے استعمال کیا، کسی اور نے مسیج کیا وغیرہ۔ اب جب کہ وہ بندہ آمنے سامنے ہونے کی وجہ سے براہ راست سماعت بھی ممکن نہیں ہو پاتی۔ بعض لوگ غصہ کے انتہائی درجہ کا عذر پیش کرتے ہیں۔ بعض افراد ڈپریشن کا بہانہ بناتے ہیں اور بعض دفعہ شوہر تنہائی میں طلاق دے کر انکار کر دیتا ہے جسے عورت ثابت نہیں کر سکتی۔ یوں حقائق تک پہنچ کر رہنمائی کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ جہاں تک اس کے حل کی بات ہے تو محکمہ امور دینیہ کے فتویٰ کو قانونی حیثیت دی جانی چاہیے اور اس سلسلے میں مفتی کا فتویٰ حتمی ہونا چاہیے جسے آگے چیلنج نہ کیا جا سکے۔[11]

اسی طرح کے طلاق سے متعلقہ مسائل کے حل کے لیے علماء کرام کی کاوشوں کی وجہ سے آزاد جموں کشمیر قانون سازی اسمبلی نے "آزاد جموں وکشمیر طلاق رجسٹریشن ایکٹ 2018ء" غور وخوص کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل ارسال کیا۔ کونسل نے اپنے سوویں اجلاس میں اس مسودہ پر غور وخوض کیا۔ اس اجلاس میں صدر ریاست آزاد جموں وکشمیر سردار مسعود خان، مولانا سعید یوسف اور مولانا قاضی

محمد عبداللہ سمیت دیگر جید علماء کرام نے شرکت کی۔اس سلسلے میں کونسل نے طلاق رجسٹریشن ایکٹ میں سفارشات ترامیم قانون ساز اسمبلی کو پیش کیں جن میں:

1. خاوند یا بیوی بصورتِ تفویض حق طلاق، اندریں تیس ایام تحریری یا زبانی طور پر تحصیل مفتی/نائب مسجل کے پاس رجسٹر کرانے کے پابند ہوں گے۔ بیرون ملک سے طلاق نامہ کی دستاویز کونسلر، سفارتی اتاشی یا تحت قانون مجاز اتھارٹی کے مصدقہ شدہ نائب مسجل کے پاس بذریعہ ڈاک بھی رجسٹر کرائی جاسکتی ہے۔
2. اگر طلاق زوجین کی حاضری میں وقوع پذیر ہوتی ہے تو زوجین ایک دوسرے سے تحریری اطلاع نامہ حاصل کریں گے بصورت دیگر طلاق دہندہ پر لازم ہوگا کہ اندر ایک ہفتہ فریق ثانی کو تحریری اطلاع پہنچائے۔
3. طلاق کی نوعیت اور اس سے متعلقہ جملہ امور کے تعین کا اختیار تحصیل مفتی/نائب مسجل کو حاصل ہوگا اور اس کے علاوہ دیگر کسی غیر مجاز شخص کا فتویٰ یا رائے قبول نہ ہوگی۔[12]

کونسل کی سفارشات کے بعد قانون سازی اسمبلی نے دسمبر 2020ء میں طلاق رجسٹریشن ایکٹ 2020ء کے نام سے اس ایکٹ کو منظور کر لیا ہے۔اس ایکٹ کا نام "آزاد جموں وکشمیر نکاح وطلاق رجسٹریشن ایکٹ 2020ء" نام رکھا گیا ہے۔اس ایکٹ کے ذریعے سے جسے تحصیل مفتی/نائب مسجل نکاح کی رجسٹریشن کیا کرتے تھے۔اب وہ طلاق رجسٹریشن کی ذمہ داری بھی تحصیل مفتی/نائب مسجل کی ہوگی۔ جس سے طلاق سے متعلق بہت سے مفاسد دور ہو سکیں گے۔اس لیے کہ ایکٹ کے مطابق اس سلسلے میں تحصیل مفتی کی رائے کو حتمی سمجھا جائے گا۔مزید اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی طلاق رجسٹریشن سے متعلق اہم نوعیت کی تجاویز قانون ساز اسمبلی کو ارسال کی تھی جس کے مطابق طلاق رجسٹریشن ایکٹ کا مسودہ میں ترامیم کی گئیں۔

محکمہ امور دینیہ (شعبہ افتاء)

محکمہ امور دینیہ کے ذیلی شعبہ جات میں سے اہم ترین محکمہ افتاء ہے۔ پاکستان میں جو فتاویٰ جات کے لیے مختلف مدارس کے دارالافتاء کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، یہاں آزاد کشمیر میں وہی فریضہ سرکاری سطح پر تحصیل مفتی یا ضلع مفتی کی جانب سے جاری کیا جاتا ہے۔اس طریقے سے وہ بہت سی خرابیاں جو پاکستان میں ایک ہی فتویٰ مختلف دارالافتاؤں سے لیا جاتا ہے، اور اس میں بعض اوقات متفرق آراء دی جاتی ہیں، بچت ہو جاتی ہے۔ مزید برآں اصلاً ایک اسلامی ریاست میں فتویٰ کا اجراء ایک ریاست کی ذمہ داری ہے۔ محکمہ امور دینیہ کے شعبہ افتاء پر آزاد کشمیر کے لوگوں کا اچھا خاصا اعتماد ہے اور لوگ یہاں سے فتویٰ حاصل کر کے اطمینان کا اظہار کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں راقم نے یہاں تحصیل وضلع مفتی کے دفتر واقع راولاکوٹ آزاد کشمیر سے معلومات حاصل کیں۔تو ان کے دفتر میں 2016ء سے تاحال جو فتاوی جات جاری کیے گئے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

21جون 2016ء سے 28 دسمبر 2020ء تک ٹوٹل 325 فتاویٰ جات جاری کیے گئے۔ جن میں سے 99 فیصد فتاویٰ جات کا تعلق نکاح، طلاق، مہر، رخصتی یعنی عائلی مسائل سے ہیں۔

شریعت اپیلیٹ بنچ کا پس منظر

ابتدائی طور پر 1979ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے اعلیٰ عدالتوں میں شرعی بنچز کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ گورنمنٹ کی جانب سے کسی ایسے قانون یا اس کی کسی ذیلی دفعہ کے بارے میں جانچ پڑتال کرنا کہ آیا وہ اسلام کی بنیادی تعلیم کے خلاف تو نہیں۔ اس کے بعد حکومت کی جانب سے یہ محسوس کیا گیا کہ باقاعدہ طور پر شریعت کورٹس بنائی جائیں۔ چنانچہ 1993ء میں آرڈیننس کے ذریعے شریعت کورٹس کا قیام عمل میں آیا جو دو ججوں پر مشتمل تھی، جن کا دورانیہ تین سال مقرر کیا گیا تھا۔ بعد میں اس آرڈیننس میں ترمیمات ہوتی رہی جس کے مطابق ہائی کورٹ کا چیف جسٹس ہی شریعت کورٹس کا چیف جسٹس ہو گا۔ اس کے بعد شریعت کورٹس ایکٹ 1993ء کے مطابق شریعت کورٹس چیف جسٹس اور دو یا زیادہ ججز پر مشتمل ہوں گی۔[13]

اسی طرح پھر 2016ء میں بھی شریعت کورٹس میں ترمیم کی گئی جس کے مطابق شریعت کورٹس چیف جسٹس اور دو یا زیادہ مسلم ججوں پر مشتمل ہو گی۔[14] بعد ازاں 2017ء میں "شریعت کورٹس" کو ختم کر کے "شریعت اپیلیٹ بنچ" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ شریعت اپیلیٹ بنچ چیف جسٹس آف ہائی کورٹ اور ہائی کورٹ کے تمام مسلمان ججوں پر مشتمل ہو گا۔ اسی طرح صدر ریاست، وزیر اعظم کی ایڈوائس پر ایک "عالم جج" کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔ اس عالم جج کے اختیارات بھی دیگر شریعت اپیلیٹ بنچ کے ججوں کے برابر ہوں گے۔ عالم جج کی اہلیت کے حوالے سے بتایا گیا کہ اس شخص کا انتخاب کیا جائے گا جس کا اسلامی قانون اور تحقیق کا پندرہ سالہ تجربہ ہو۔ اس عالم جج کی ملازمت و برخاستگی بھی دیگر ججوں کی طرح ہی ہو گی۔ شریعت اپیلیٹ بنچ جہاں دیگر فرائض منصبی کی انجام دہی ادا کرے گا جو پہلے شریعت کورٹس کے سپرد تھیں، ان میں فوجداری مقدمات، دیوانی مقدمات کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرے گا وہاں فیملی کورٹس کے فیصلوں کے خلاف اپیل بھی تیس دنوں کے اندر شریعت اپیلیٹ بنچ میں کی جا سکتی ہے۔[15]

شریعت اپیلیٹ بنچ میں "عالم جج" کی پوسٹ 2017ء میں رکھی گئی تھی لیکن 2022ء بھی آدھا گزر گیا ہے لیکن تادمِ تحریر "عالم جج" کا انتخاب عمل میں نہیں آیا۔ جس کی وجہ سے شریعت اپیلیٹ بنچ کے جو مقاصد تھے، وہ پورے نہیں ہو رہے ہیں۔ آزاد جموں وکشمیر ہائی کورٹ میں ججوں کی تعداد چیف جسٹس کو ملا کر نو بنتی ہے۔ اور ایکٹ کے مطابق چیف جسٹس سمیت تمام مسلمان ججز اس بنچ کا حصہ ہوں گے۔ اب ان نو ججز کے ساتھ صرف ایک "عالم جج" کا اضافہ ناکافی ہو گا۔ بلکہ اس میں اضافہ کیا جانا چاہیے۔ اگر فوجداری اور عائلی مقدمات کے فیصلہ جات میں سے کوئی اپیل شریعت اپیلیٹ بنچ میں کی جاتی ہے تو اگر کم از کم تین ججز بنچ کا حصہ بنتے ہیں اور ان میں سے ایک "عالم جج" بھی ہو تو اکثریت تو دوسرے ججز کی ہو گی اور کسی مسئلہ میں اگر "عالم جج" کی جانب سے اختلاف بھی کیا جائے تو فیصلہ تو اکثریت کی بنیاد پر کیا جائے گا زیادہ سے زیادہ "عالم جج" اس میں اختلافی نوٹ لکھ سکتا ہے۔ مزید رولز کے مطابق "عالم جج" کے اختیارات بھی دیگر ججز کے برابر ہوں گے۔ حالانکہ خالص شرعی نوعیت کے قوانین جیسے عائلی قوانین، فوجداری قوانین اور دیوانی قوانین سے متعلقہ اپیلوں کی سماعت میں "عالم جج" کے اختیارات دیگر ججوں سے زیادہ ہونے چاہیے اس طور پر کہ اگر مذکورہ نوعیت کی اپیلوں کی سماعت پر فیصلہ کے لیے "عالم جج" کا متفق ہونا لازمی قرار دیا جانا چاہیے۔ اس لیے کہ آزاد جموں وکشمیر فیملی کورٹ ایکٹ

1993ء کے مطابق عائلی مقدمات میں شرعی عدالت کے فیصلہ ،ڈگری یا حکم کے خلاف صرف اس صورت میں سپریم کورٹ میں اپیل ہو گی جب سپریم کورٹ مطمئن ہو کر اپیل کی اجازت دے کہ مقدمہ میں عوامی اہمیت کا اہم قانونی سوال ہے۔[16] اس سے واضح ہوا کہ بیشتر عائلی مقدمات میں شریعت اپیلیٹ بنچ کا فیصلہ حتمی تصور ہو گا اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ "عالم جج" کا انتخاب فوری طور پر کر دیا جائے اور ان کی تعداد اور فیصلہ کن پاور بھی "عالم جج" کے پاس ہونی چاہیے۔ تاکہ شریعت اپیلیٹ بنچ کے مقاصد کو پورا کیا جا سکے۔

خلاصہ بحث

اس مقالہ میں محکمہ امور دینیہ و محکمہ قضا کا پس منظر بیان کیا گیا، جس سے اندازہ ہوا کہ علمائے کرام نے سیاسی قیادت کے شانہ بشانہ جہاد کشمیر میں عملی طور پر حصہ لیا اور آزاد خطہ کے قیام کے ساتھ ہی اسلامی قوانین کی تنفیذ کے لیے جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ جس کے نتیجے میں آغاز ہی میں آزاد جموں وکشمیر میں محکمہ افتاء/قضاء کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ مفتی/ قاضی عدالتوں میں ججز کے ساتھ بیٹھ کر عائلی قوانین، فوجداری قوانین سمیت دیگر شرعی مقدمات میں ان کی شرعی رہنمائی کرتے تھے۔ پیش نظر یہی تھا کہ ان مفتی صاحبان کو جب عدالتی کام کا تجربہ ہو جائے گا تو باقاعدہ انہیں ججز کے ساتھ قاضی مقرر کیا جائے گا لیکن آزاد جموں وکشمیر اور پاکستان میں سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے یہ منصوبہ جلد پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ تاں آں کہ 1974ء میں محکمہ امور دینیہ کے مفتیوں کو باقاعدہ فوجداری عدالتوں میں بطور قاضی مقرر کیا گیا جو فوجداری مقدمات کے فیصلوں میں دو رکنی عدالت کا حصہ ہوتے ہیں۔اس کے بعد محکمہ امور دینیہ فعال نہیں رہا۔ پھر 1989ء میں محکمہ امور دینیہ کو دوبارہ فعال کیا گیا اور تحصیل مفتی اور ضلع مفتی کی پوسٹ مشتہر کر کے آزاد جموں وکشمیر کے تمام اضلاع میں تحصیل مفتی اور ضلع مفتی کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ عائلی قوانین کے سلسلے میں نکاح رجسٹریشن اور اس کے متعلقات اس محکمہ کے سپرد کیے گئے۔اسی طرح اس محکمہ کا ایک ذیلی شعبہ ،شعبہ افتا بھی قائم کیا گیا جو شرعی مسائل میں لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ شرعی مسائل میں تقریباً نوے فیصد سے زائد معاملات عائلی نوعیت کے ہوتے ہیں۔اس کے بعد حال ہی میں عائلی قوانین سے متعلق طلاق رجسٹریشن کا ایکٹ بھی منظور کر لیا گیا ہے جس کے نتیجے میں طلاق کے جملہ معلامات بھی اسی محکمہ امور دینیہ کو تفویض کیے گئے۔ طلاق کے معاملات میں تحصیل مفتی کی رائے کو حتمی قرار دیا ہے۔ مزید براں ہائی کورٹ آف آزاد کشمیر میں پہلے شرعی کورٹس کا قیام عمل آیا بعد ازاں اس کو ختم کر کے شریعت اپیلیٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا گیا۔اس بنچ میں "عالم جج" کے تقرر کی منظوری بھی کی گئی لیکن ابھی تک اس کا تقرر عمل میں نہیں آسکا۔ یہ بنچ فیملی کورٹس کے فیصلہ جات کے خلاف اپیلوں کی سماعت سمیت دیگر شرعی قوانین سے متعلق مقدمات کی سماعت کرے گا۔اسی طرح سپریم کورٹ آف آزاد جموں وکشمیر میں بھی شریعت اپیلیٹ بنچ کا قیام برائے نام عمل میں لایا گیا کہ شرعی نوعیت کی اپیلوں کی سماعت کے موقع پر موجودہ بنچ کا نام شریعت اپیلیٹ بنچ ہو گا۔

(2)

آزاد جموں وکشمیر میں محکمہ امور دینیہ کے لیے بذیل محکمانہ قواعد ملازمت نافذ ہیں۔

(محکمانہ قواعد ملازمت میں وقتاً فوقتاً ہونے والی ترامیم/اضافہ کی نشاندہی کے ساتھ ترمیمی قواعد بھی شامل ہیں)۔

Azad Government of the state of Jammu & Kashmir MZD.

Services & General Administration Department.

NOTIFICATION

Muzaffarabad
Dated 28March1990.

NoS&GAD/R/A-4(18)/R-vi/90 in In exercise of the powers conferred by section 23of the AJ&k Civil servants Act. 1976 and in suppression of this Department Notification no S&GAD/cs/362/74/89 dated 18 April 1984. And amendments made there from time to time. the Govt. is pleased to make the following Rules, Namely.

1- These Rules may be called the Azad Jammue & Kashmir Religious Affairs Department Service Rules, 1990.

2- These Rules shall come in to force at once.

3- The method of recruitment , minimum qualifications, age limit and other matters related there to for the post shall be as given in the schedule annexed ,

4- The provision of The Azad Jammue and Kashmir civil servants (appointment & conditions of service) Rules 1977 and the Azad Jammue & Kashmir civil servants Efficiency & Discipline rules, 1977 issued vide Notification nNo. S&GAD/8216-8300/77 dated 8/5/1977 and no SNo.S&GAD R-80/77 Dated.30/11/1977 respectively, shall apply mutates mutandis in addition to the aforesaid Department Rules.

5- For the First time appointment to all posts of District Mufti B-18 shall be made by direct recruitment and in future in accordance with the provisions made vide col.8 pr s,no2 to the schedule annexed.

(CH. MUHAMMAD LATIF)
ADDL Sectary Services (R)

1- The secretary to president , Azad Jammu & Kashmir.
2- The secretary to prime minister , Azad Govt of the Jammu &Kashmir.
3- Private Secretary to the Speaker , Azad Govt of the Jammu &Kashmir.
4- Private Secretary to the ministers .
5- Private Secretary to the chief Secretary.
6- Secretary Religious Affairs.
7- Director Religious Affairs .
8- Secretary Finance .
9- Accountant General Azad Jammue & Kashmir .
10- Registrar Azad Jammue & Kashmir Surpreme Court.
11- Registrar Azad Jammue & Kashmir High Court.
12- Deputy Secratories , under secretaries & all officers of the s&GAD.
13- Controller Govt.Printing Press Muzaffarabad for publication in the extra ordinary gazette.
14- Master File.

(Mohammad Abdullah)
Section officer Services (R)

Final Book 2015 B /F

〈1〉

رولز آف بزنس مجریہ 1985 SCHEDULE-II Rule3(3) شماریہ 2 کے تحت

محکمہ امور دینیہ کو بذیل فرائض تفویض شدہ ہیں۔

1	Religious affairs .
2	Advice to Department on all Religious matters.
3	Nazam-e-Salat.
4	Research work for Auqaf and Usher-o-zaqat and other Department and guidance in implementation of Islamic Law and when asked for.
5	Complitation of the directory of Mosques and sonstitution comence for Mosque arrangment.
6	Training and guidance for the Khateebs and Aemma-e-Masajid.
7	Implementation for order regarding Jummah Prayers.
8	Taking steps for elimination the commumal difference and prove Islamic brother hood.
9	Assistance of the Zakat Organization (Nazam-e-Zakat)and cooperation with the elected Tehsil and District Committees in performing their duties.
10	Implementation of Laws regarding the sanctity of Ramzan.
11	Training and guidance of the intending pilgrims and adminstrative-matters in this regard
12	Preaching of Islam. a) Husn-e-Qirat. b) Husn-e-Azaan c) Naat Khawani. d) Seerat. f) Organizing the religious meetings and functions.
13	Arrangement of Dars-Quran for Government official .
14	Arrangement for reforming the society and eliminating the evil.
15	Administration of Religious Schools their inspection, guidance registration syllabus and examination ,etc.
16	Assisting the Tajveed and Qirat in the Educational Institution.
17	Inspective and organization of schools of Tajveed-ul-Quran Trust.
18	Organizing the affairs of Nikah Khawani and maintenane the its accounts.
19	Fatawas
20	Central Ulema and Mashaikh Council-matters Relating to.
21	Purchase of stores and capital goods for the Department .
22	Service matters except those intrusted to Services and Gen. administration Department.

P. (##) Draftsman Letter

آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر
اسلامی نظریاتی کونسل

بلاک4، 2nd فلور، چھتر سیکرٹریٹ، مظفرآباد

نمبر 1279-82 /ان ک/2019ء مورخہ 29-10-2019

بخدمت:۔

جناب سیکرٹری،
آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی،
مظفرآباد۔

عنوان:۔ **ارسالگی سفارشات بابت ریفرنس "مسودہ آزاد جموں وکشمیر طلاق رجسٹریشن ایکٹ 2018ء"**

السلام علیکم!

معاملہ عنوان بالا میں، بحوالہ ریفرنس قانون ساز اسمبلی آزاد جموں وکشمیر زیر نمبر ق۔س/11-508/اسمبلی/2019ء مورخہ 17 جنوری 2019ء (ضمیمہ "الف") آزاد جموں وکشمیر اسلامی نظریاتی کونسل نے باقاعدہ اجلاس نمبر 101 منعقدہ 16 اکتوبر 2019ء کے ایجنڈا آئیٹم نمبر 3 کے تحت معزز اراکین کونسل کی حتمی تحریری آراء کی روشنی میں کونسل تفصیلی بحث وتمحیص کے بعد عائلی معاملات کے حوالہ سے معاشرہ میں پائی جانے والی خرابیوں کے تدارک اور زوجین کو پیچیدگیوں اور دیرپا منفی اثرات سے بچانے کے لیئے وقت کی ضرورت کے پیش نظر سفارش کرتی ہے کہ الگ سے طلاق رجسٹریشن کا قانون وضع کرنے کے بجائے پہلے سے ہی نافذ العمل نکاح رجسٹریشن ایکٹ میں بذیل ترامیم کی جائیں:۔

سفارشات ترامیم نکاح رجسٹریشن ایکٹ:

۱۔ خاوند یا بیوی بصورت تفویض حق طلاق، اندر تیس ایام تحریری یا زبانی طور پر تحصیل مفتی/نائب مجل کے پاس رجسٹر کرانے کے پابند ہونگے۔ بیرون ملک سے طلاق نامہ کی دستاویز کونسلر، سفارتی اتاشی یا تحت قانون مجاز اتھارٹی کے مصدقہ شدہ نائب مجل کے پاس بذریعہ ڈاک بھی رجسٹر کرائی جاسکتی ہے۔

۲۔ اگر طلاق زوجین کی حاضری میں وقوع پذیر ہوتی ہے تو زوجین ایک دوسرے سے تحریری اطلاع نامہ حاصل کریں گے بصورت دیگر طلاق دہندہ پر لازم ہوگا کہ اندر ایک ہفتہ فریق ثانی کو تحریری اطلاع پہنچائے۔

۳۔ طلاق کی نوعیت اور اس سے متعلقہ جملہ امور کے تعین کا اختیار تحصیل مفتی/نائب مجل کو حاصل ہوگا اور اس کے علاوہ دیگر کسی غیر مجاز شخص کا فتوی یا رائے قابل قبول نہ ہوگی۔

2۔ لہذا معزز کونسل کی بالا سفارشات بابت "مسودہ طلاق رجسٹریشن ایکٹ 2018ء" برائے مزید کارروائی ارسال خدمت ہیں۔

والسلام،

29/10/2019

(حافظ رحمت اللہ تصور)
ڈرافٹسمین
اسلامی نظریاتی کونسل

نقل بالا بخدمت:۔

۱۔ سیکرٹری صاحب امراہ جناب چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل وچیف جسٹس آزاد جموں وکشمیر۔
۲۔ پرائیویٹ سیکرٹری امراہ جناب وزیر قانون، انصاف، پارلیمانی امور وانسانی حقوق، آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر۔
۳۔ پرائیویٹ سیکرٹری امراہ جناب سیکرٹری قانون، انصاف، پارلیمانی امور وانسانی حقوق، آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر۔
۴۔ ماسٹر فائل۔

ڈرافٹسمین 29/10/2019

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔مولانا ابو عمار زاہد الراشدی، تحریکِ آزادیٔ کشمیر کی چند بھولی بسری یادیں، مشمولہ: روزنامہ اوصاف، اسلام آباد، 29/جولائی تا کیم اگست 2000ء۔

, cited: 25dec,2020.http://zahidrashdi.org/1542

Rāshidi, Abu ʿAmmār Zahid, Tehrīk Azādi Kashmir ki chand bholi basri Yādy, daily Ausaf, Islamabad, 29 July 2000.

[2] ۔مرجع سابق۔

Ibid.

[3] ۔محمد صدیق راجہ، آزاد کشمیر میں محکمہ امور دینیہ کا قیام واحاطہ کار، مقالہ ایم فل علوم اسلامیہ، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، سیشن 2005ء، ص 38-39۔

Raja, Muhammad Sidique, Azad Kashmir my Muḥkama Umūr Dīnia ka kiyām wa Iḥāta kār, Mphil thesis in Islamic Studies, Deptt: of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

[4] - High Court Azad Jammu & Kashmir ,STRENGTH AND PLACES OF POSTING OF QAZIS http://ajkhighcourt.gok.pk/Userside/subordinate_court, cited: 30th Dec 2020.

[5] .The Azad Jammu and Kashmir Family Courts Act, 1993, Act XI OF 1994, [25th January, 1994].

[6] .Ibid, Act 1993.

[7] ۔ ان عائلی قوانین کے مطالعے کے لیے رجوع کیجیے:

Ch. Mukhtar Hussain, The Family laws of Azad Jammu and Kashmir, Basharat Book Center, Muzaffarabad, 1996.

[8] ۔محکمانہ قواعد وضوابط، مرتبہ محکمہ امور دینیہ، گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، ص 2۔

Muḥkamana Qawā'd wa Zawābit, Govt. Printing Press, p.2.

[9] ۔انٹرویو مفتی محمد عبدالخالق، مورخہ 31 دسمبر 2020، بمقام دفتر مرکزی جامع مسجد، راولا کوٹ آزاد کشمیر۔(مفتی محمد عبدالخالق خطیب مرکزی جامع مسجد راولا کوٹ، اور مہتمم جامعہ اسلامیہ تعلیم القرآن راولا کوٹ ہیں، آپ ان ابتدائی مفتیان کرام میں سے ہیں جو محکمہ امور دینیہ کے قیام 1989ء کے موقع پر تحصیل مفتی تعینات ہوئے تھے اور 2008ء میں ضلع مفتی ریٹائرڈ ہوئے۔ تقریباً انیس سال تک وہ اس محکمہ امور دینیہ سے وابستہ رہے۔ راقم)

Interview from Mufti Abdul Khaliq, 31st December, 2020.

[10] ۔رولز آف بزنس مجریہ 1985، مرتبہ محکمہ امور دینیہ، گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، ص 1۔

Rules of Business Majria, Govt. Printing Press, p. 1.

[11] ۔انٹرویو، مفتی شیزان موسیٰ، دفتر امور دینیہ راولا کوٹ آزاد کشمیر، مورخہ 30 دسمبر 2020ء۔

Interview from Mufti Shezan Musa, 30th December 2020.

[12] ۔آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر اسلامی نظریاتی کونسل، مظفر آباد، ارسالگی سفارشات بابت ریفرنس "مسودہ آزاد جموں وکشمیر طلاق رجسٹریشن ایکٹ 2018ء"، مورخہ 29-10-2019ء۔(مسودہ ملاحظہ فرمائیں ضمیمہ 'د' میں)

[13] .High Court of Azad Jammu and Kashmir Establishment of Shariat Appellate Bench of High Court. http://www.ajkhighcourt.gok.pk/shariat/Userside/Establishment_Shariat_Court,cited:05-01-2021

[14] .Azad Jammu and Kashmir Shariat Court (Amendment) Act 2016, [Act XXIIIOF 2016.

[15] . Azad Jammu and Kashmir Constitution of Shariat Appellate Bench of the High Court Act, 2017 [Act XL of 2017], Dated: 19-09-2017.

[16] .Muhammad Abdul Basit Advocate, Family Laws of Azad Jammu and Kashmir, Federal Law House Rawalpindi, 2016,p.33